رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۲۴

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا

بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

قیمت سالانہ عہ

رسالہ انوار الصوفیہ لاہور

قیمت فی پرچہ ۳/

جلد ۱۱ بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ عیسوی نمبر ۲

قواعد و مقاصد

۱- اس رسالہ کے ذریعہ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔
۲- حضرات مشائخ کی سوانح عمریاں پبلک کے پیش کرنا- اور ان کے اخلاق و آداب وغیرہ کی تعلیم دینا۔
۳- یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۴- جن اصحاب کی خدمتیں بامید قبولیت رسالہ ہذا جاوے وہ آئندہ پرچے تک اپنی منظوری یا نامنظوری سے اطلاع دیویں ورنہ خریدار متصور ہونگے۔
۵- خط و کتابت میں پتہ خوشخط ہونا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
۶- ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام منیجر رسالہ انوار الصوفیہ لوہاری منڈی لاہور ہونی چاہیئے۔

انجمن خدام الصوفیہ لاہور کی طرف سے
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور باہتمام بابو نظام الدین مینیجر کے منشی حسام الدین پبلشر چھپا

نعت سرورِ کائنات

نبی کے شعلۂ رخسار کے ہوں جاں نثاروں میں
مزا ہے پھل جھڑی کا میری آہوں کے شراروں میں

شہ اُمّی لقب کے فیض سے دستِ یہودی ہیں
صدائے لا الٰہ گونج اُٹھی سنگپاروں میں

سحابِ جود و احسان اِک نظر للّٰہ ہو ہم پر
کہ ہم بھی ہیں نگاہ لطف کے اُمیدواروں میں

لئے پھرتی ہیں حوریں جامِ کوثر اپنی پلکوں پر
یا میرے آبلے ہیں وادیٔ یثرب کے خاروں میں

ہے جب سے شغل وصف چشم فتّانِ نبی مجھکو
وحید العصر کہتے ہیں مجھے جادو نگاروں میں

بہارِ گلشنِ ہندوستان مجھکو نہیں بھاتی
خدایا میری تربت ہو عرب کے سبزہ زاروں میں

پیا جاتا نہیں مجھسے فراق احمدی اب تو
یہ ساغر توڑدیں چرچا ہے تیرے بادہ خواروں میں

حریم روضۂ جنت نشاں تک اس کو بلوائے
تڑپتا ہند میں اصغرؔ ہے تیرے بیقراروں میں

دیگر

یا نبی کس سے کریں ہائے آپ کے فریاد ہم
کس سے مانگیں اے شہنشاہ معلّٰے داد ہم

رات دن غم سے اُٹھاتے ہیں ہزاروں سختیاں
سنگ ہیں یا کوہ یا آہن ہیں یا فولاد ہم

خاکسار اپنے پہ کیجے رحم بہرِ بوتراب
آتشِ غم سے نہ کرلیں آبرو برباد ہم

مجھکو بلوالو مدینے میں اگر اے راہنما
ہونگے بندی خانۂ لاہور سے آزاد ہم

مثل قمری ہے مری گردن میں طوق بندگی
زیر سایۂ ہیں تیرے اے ہمسر شمشاد ہم

محنت و درد و الم اور سوز غم کے واسطے
آئے کیوں افسوس اندر عالم ایجاد ہم

تیشۂ اندیشہ کرتا ہے جگر کو چاک چاک
کوہِ غم رکھتے ہیں دلپر صورت و فرہاد ہم

اپنے حامی ہیں جناب احمدیؐ ہر حال میں
پھر رہیں غم خانۂ دنیا میں کیوں ناشاد ہم

باندھ کے الجھیں خانۂ دنیاں میں دل کے واسطے
کسلئے ہوں ایسی ویرانی میں اب آباد ہم

کوئی اب عقدہ کشا اپنا نہیں تیرے بغیر
کس سے مانگیں اے شہنشاہ معلّٰے داد ہم

ہوگئے مشہور ہم دنیا میں مداحِ نبی
کیوں نہ لیں اس بات پر مسرور ہو مبارکباد ہم

فہرست مضامین

اخبار ۔ عالیجناب حضرت شمس الحقیقت سراج الطریقت قطب الواصلین زبدۃ العارفین حضرت شاہ صاحب قبلہ علی پوری روحی فداہم کا قیام مبارک زیادہ تر دربار شریف (علی پور شریف) میں رہا کسی کسی دن یاران طریقت کی درخواست کو منظور فرما کر مضافات میں قدم رنجہ فرمایا کرتے تھے ۔ چند دنوں سے حضور براہ سکان شریف ضلع گورداسپور اور اس کے قرب و جوار میں تشریف فرما ہیں ۔ پھر یہاں سے لاہور امرتسر کے یاران طریقت کو اپنی زیارت مبارکہ سے مشرف اور مستفیض فرماوینگے ۔ اور ۲۴ محرم تک دربار شریف (چورہ شریف) میں تشریف فرما ہونگے اور ۲۹ محرم تک حضور کا قیام مبارک ادھر ہی رہیگا ۔

عرس مبارک عالیجناب حضرت زبدۃ العارفین امام السالکین قبلۃ العارفین حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب نقشبندی مجددی تیراہی مدظلہ العالی کا عرس شریف ۲۹ محرم مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۱۴ء بروز جمعۃ المبارک ہوگا ۔ یاران طریقت کو مناسب ہے کہ دربار شریف میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کریں

شکریہ ۔ جن احباب نے ماہ گذشتہ میں رسالہ کی ترقی اشاعت میں مدد فرمائی ہے ۔ خاکسار ان کا دل سے مشکور ہے اور آئندہ بھی اُن سے اور دیگر احباب سے اس قسم کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مطالعہ کے علاوہ دیگر احباب کو بھی رسالہ کے مطالعہ کی تشویق دلادیں گے ۔

حافظ احمد اللہ صاحب کشمیری ا ۔ پیر حیات محمد صاحب ۲ ۔ منشی محمد امین صاحب رہتکی ۔ ا ۔ مولوی محمد امین الحق ا ۔ مولوی امام الدین صاحب مسافر گجراتی ا ۔ خواجہ غلام مصطفےٰ صاحب بچھہ ۲

انعام ۔ جو احباب آئندہ رسالہ انوار الصوفیہ کیلئے دو نئے خریدار مہیا کریں انہیں مندرجہ ذیل کتب مفت نذر ہونگی ۔ اصل محبت و شجرہ نقشبندیہ بزبان پنجابی ۔ شجرہ شریف بزبان اردو ۔ برج پیر عشق پیر مناجات خاکی اور جلد ۱ سے پہلے پہلے صرف ایک جلد کے متفرق نمبر جو جلد مطلوب ہو مل سکتے ہیں ۔ اور جو احباب ۵ سے زیادہ خریدار بناویں انہیں سالم پہلی جلد اور مزید صدق بھی مفت ملینگے

تصحیح ۔ رسالہ ماہ نومبر [illegible]

کلمات طیّبات

اے عزیز! اللہ تعالے کے دوستوں نے کس قدر مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ اور سارے جہان کے پائمال بنے ہیں تب کہیں دوست کو حاصل کیا ہے۔ جو شخص یہ لاف مارتا ہے کہ میں خدا رسیدہ ہوگیا ہوں وہ ابھی خدا رسیدہ نہیں ہوا۔ اور جو خیال کرتا ہے کہ میں محرم ہوگیا ہوں وہ ابھی نامحرم ہے۔

ہر کہ او از خویشتن آگاہ شد ریش او دستارِ خانِ راہ شد

ترجمہ۔ جو شخص اپنے آپ سے واقف ہوگیا۔ اس کی داڑھی راہ کے خان کی دستار بن گئی

اے میرے عزیز! اس راہ میں سوائے خون جگر پینے اور جان پر کھیلنے۔ اور دن رات آہ و زاری میں بسر کرنے اور آنکھوں سے آنسو بہانے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ حضرت شمس الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔

غزل

سبحان اللہ شگرف کارے غم تو۔ ترجمہ سبحان اللہ تیرا غم کھانا کیا ہی عمدہ کام ہے۔ زخمی

برخستہ دلاں عظیم بارے غم تو۔ دلوں کیلئے تیرا غم بڑا بھاری بوجھ ہے۔

گفتی کہ غم منت ترا مجنون کرد " تونے کہا کہ میرے غم نے تجھے مجنوں بنادیا۔ بے شک

ارے غم تو غم تو ارے غم تو تیرے غم نے تیرے غم نے ہاں تیرے غم نے مجھے ایسا بنادیا ہے۔

از دیدۂ سنگ خون چکاند غم تو " تیرا غم پتھر کی آنکھوں سے بھی خون ٹپکاتا ہے۔ بیگانہ

بیگانہ و آشنا چہ داند غم تو اور آشنا تیرے غم کو کیا جانے۔

دم در کشم و جملہ غمت نوش کنم میں چپکے سے تیرا غم پی لیتا ہوں۔ تاکہ تیرا غم

تا از پسِ من بکس نماند غم تو میرے بعد کسی کے لئے نہ رہ جائے۔

اے عزیز! یقین جانو کہ دوست کے جمال کا لقا حاصل کرنے والے عاشقوں کا سرمایہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ درد و فراق سے آہ و زاری کریں اور انہیں درد جلن ہو اور کوئی

ہدیہ اس کے سوا نہیں کہ وہ نامراد بنیں اور جان کھپائیں۔ چنانچہ ایک صاحب یوں گریہ وزاری فرماتے ہیں

نظم	ترجمہ
گر بقدر سوزشِ من چشمِ من بگریستی جان دورون تن چو شمع اندر لگن بگریستی	اگر میری آنکھ میری جلن کے موافق روتی تو جان بدن میں اس طرح کھیلتی جیسا کہ شمع لگن میں۔
جامِ دل پُرخون لبالب کاشکی بتوانستمے چوں صراحی درمیان انجمن بگریستی	کاش میں دل کا جام لبالب خون سے کر سکتا۔ اور صراحی کی طرح مجلس میں روتا۔
از دلِ پُردرد از سوزِ فراقِ یارِ خویش نوحہ ہا کردے کہ بر من مرد و زن بگریستی	پر درد دل اور اپنے دوست کی جدائی اور جلن سے اس قسم کی آہ وزاری کرتا کہ میری حالت پر لوگ روتے۔
نوحۂ من گر شنیدے حورِ رضوان در بہشت ارغنوں نالیدن و دُرِّ عدن بگریستی	اگر میری آہ وزاری بہشتی حوریں سُن لیں تو رونے کے باجے (آنکھوں) سے عدن کے موتی (آنسو) روئیں۔
شعلۂ آہم اگر بر کوہ و صحرا یافتی سنگ خارا بر دلِ پُر دردِ من بگریستی	میری آہ کا شعلہ اگر پہاڑ اور جنگل پر چمکتا تو سخت پتھر کو بھی میرے درد بھرے دل پر رونا آتا۔

اے عزیز! جو شخص دوست کی رضا کے بغیر دوسری طرف کا خیال کرتا ہے۔ اور اپنا مطلب اور مقصود دوسرے کے پاس بیان کرتا ہے۔ وہ آخر کار پشیمانی اُٹھاتا ہے اور غم کھاتا ہے۔ جو عجیب و غریب اور لطیف نصیحت اس واقعہ کے ضمن میں درج ہے۔ وہ قابل غور و خوض انسان ہے۔ کہ تین برگزیدہ پیغمبروں نے تین چیزیں تین آدمیوں کے سپرد کیں۔ اور تین حالتیں اُن کے پیش آئیں۔ اوّل حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جبکہ وہ میقات گئے۔ تو امت کو اپنے بھائی ہارون کے سپرد کیا۔ جب واپس آئے تو دیکھا ان کی امت بچھڑے کی پرستش میں مصروف ہے۔ دوئم حضرت سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی اپنی لونڈی کے سپرد کر دی تو دیو نے لیکر دریا میں پھینکدی۔ سوم حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سپرد کیا تو یوسف علیہ السلام قید کے کنوئیں میں مبتلا ہوئے۔

اے عزیز! لازم ہے کہ ہر کام میں خدا کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور جو مصیبت اور دکھ درد

پیش آئے۔ اُس کے آگے بیان کیا جائے اور ہمیشہ اس کے جہان کو آراستہ کرنیوالے جمال کیطرف دیکھتے رہنا چاہیے۔ اور اگر ہزار مصیبت و رنج اور تکلیف پیش آئے۔ تو خاموش ہو رہنا چاہیے اور کسی کے آگے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہ لطیفہ پڑھنا چاہیے۔ **لطیفہ**

؎ خورم آندم کہ یار ما برسد	ترجمہ۔ وہ دم بہت ہی مبارک ہے جبکہ یار ملے
دلِ مجروح را دوا برسد	اور زخمی دل کی دوا ملے۔
منتظر دیدہ راہ را بیند	” منتظر آنکھیں راہ کیطرف دیکھ رہی ہیں۔
تا کہ ایں خستہ را شفا برسد	کہ کب اس زخمی کو شفا حاصل ہوتی ہے۔
چشمِ من آنزماں شود روشن	” میری آنکھ اسوقت روشن ہوگی جبکہ اُس کے
کہ نورِ رخش صفا برسد	چہرہ کے نور کی روشنی پہنچیگی۔
دوست را طالبانِ بسیار اند	” دوست کے طالب بہت ہیں۔ مجھے
بر من ایں دولت از کجا برسد	یہ دولت کب ملیگی۔
منعماں را چو نعمت است نصیب	” نعمت نعمت والوں کے نصیب ہے۔ میری
قسمِ من محنت و بلا برسد	قسمت محنت اور مصیبت مل جائیگی۔

اے عزیز! غم کی قیمت وہی جانتا ہے۔ جس کے ہوش کے کان کھلے ہیں اور جو شخص اندھا و بہرہ ہے اُسے اس کی گفتگو سے حیرانی آتی ہے۔ ؎

ہر کہ اللہ دوست دارد روز شب گویاں بود

یا بیاباں یا بمسجد یا بگورستان بود

ترجمہ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ دن رات اللہ ہی اللہ پکارتا ہے خواہ وہ جنگل میں ہو یا مسجد میں یا قبرستان میں۔

اندوہ و غم اور آہ و زاری اور درد و ماتم سچے عاشقوں اور پکے دوستوں کا سرمایہ ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا احب عبد اً قلبہ بالحیتہ (جب اللہ تعالےٰ کسی بندے سے

محبت کرتا ہے تو اس کے دل کو رونے والا بناتا ہے۔ **بیت**

چو من سرمایۂ جز غم ندارم چرا ہر لحظہ صد ماتم ندارم

ترجمہ جب میرا سرمایۂ غم ہی ہے۔ تو کیوں میں ہر دم سو ماتم نہ کروں

اے عزیز اعلی کلمات کا ذوق اُن صاحب جلین اور پیاسے دل والوں کو معلوم ہے۔ جو ہر وقت زہر کے پیالے بھر بھر کر پیتے ہیں۔ اور لا یموت ولا یحییٰ کی ضرب سے ہر دم جوش و خروش میں ہیں **ابیات**

دل کہ خون وجان فگار وجگر ریش وسینہ چاک ترجمہ جبکہ میرا دل خون اور جان زخمی اور جگر پارہ پارہ اور سینہ
ہم خود بگو کہ چون نکشم آہ وگریہ دردناک چاک ہے تو خود ہی انصاف کر کہ میں کس طرح دردناک
آہ وزاری نہ کروں۔

بیمار پرسیم بکن اے یار مہربان ترجمہ اے مہربان دوست! تو میری بیمار پرسی کر کیونکہ میں تیری
کافتادہ ام زہجر تو بر بستر ہلاک جدائی کے باعث بستر مرگ پر پڑا ہوں۔
گفتی کہ جامی از غم عشق تو مرد گفت جب تو نے کہا کہ جامی تیرے عشق کے غم کے سبب گیا
گفتا چو او ہزار بمیرد مرا چہ باک ہے۔ تو اُسنے کہا کہ اُس جیسے ہزار مرجائیں مجھے کیا ڈر۔

موتوا قبل ان تموتو کا شربت انہوں نے چکھا ہے۔ اور اُن کے جگر میں نار اللہ الموقدہ التی تطلع علی الافئدہ (اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے۔ جو منہ پر ظاہر ہوتی ہے) کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ اور ہر گھڑی دلی درد سے جان کو جلانے والی آہ وزاری کرتے ہیں۔ اور ہر نظر میں لقینی آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اور سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم افلا تبصرون (عنقریب ہی ہم دکھائیں گے اُن کو اپنی نشانیاں جہان میں اور اُن کی جانوں میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے) کا بھید اُن پر کھل جاتا ہے اور اُن شعروں کے معنوں کی آگ اُن کے دلوں میں بھڑک اُٹھتی ہے۔ **نظم**

ماچنیں تشنگان آب زلال ترجمہ ہم میٹھے پانی کے پیاسے ہی رہے ہیں۔ حالانکہ
ہمہ عالم گرفت مالا مال تمام جہان مالا مال ہوگیا ہے۔

۵ غرق آبیم و آب مے طلبیم	ترجمہ	ہم پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور پانی ہی مانگتے ہیں اور
در وصالیم بے خبر ز وصال		عین وصال میں ہیں وصال کی خبر ہی نہیں۔
گنج در آستین میکردیم	"	خزانہ ہماری آستین میں ہے اور ہم ایک مثقال کیلئے
گرد عالم ز بہر یک مثقال		جہان کے گرد پھرتے ہیں۔
آفتاب اندرونِ خانۂ ما	"	آفتاب ہمارے گھر کے اندر موجود ہے اور ہم ذرہ کی
در بدر میرویم ذرہ مثال		طرح دربدر مارے مارے پھرتے ہیں۔
چند گردیم بے خبر ز جہاں		ہم کب تک جہان سے واقف رہیں گے اور کب تک
چند باشیم اسیرِ وہم و خیال		وہم و خیال میں پھنسے رہیں گے۔
ساقیا از لبت بدہ جامے		اے ساقی اپنے لبوں کا ایک جام بھر دے۔ جو
کز نہادم چہ در گرفت ملال		میرے وجود سے رنج و ملال نکال دے۔

سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ (سوائے اس کے نہیں کہ میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں۔ مگر میری طرف حکم آتا ہے) کے بموجب جب آپ نے اپنے آپ کو بشریت کی قید میں پایا۔ تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یا لیت ربّ محمد لم یخلق محمداً (کاش کہ محمدؐ کا پروردگار محمدؐ کو پیدا نہ کرتا۔ رباعی

کاش کہ مادر نزادی بہ بدے	کاش اگر مجھے ماں نہ جنتی تو بہتر تھا اور بجائے دودھ
جائے شیرم زہر دادی بہ بدے	کے مجھے زہر دیتی تو اچھا تھا۔
آنزماں چوں دایہ نافم بر برید	جسوقت میری ناف دایہ نے کاٹی اگر میری ناف کی
جائے نافم سر بر بدی بہ بدے	بجائے سر کاٹ دیتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
خود کاش کہ بودے ما نبودے	کاش کہ ہماری ہستی نہ ہوتی۔ کیونکہ ہمارے ہونے
کز بودنِ ماست کار باطل	سے کام بگڑا ہے۔ (از مکتوبات عثمان جالندھری)

نوٹ:۔ رسالہ کی ترقی اشاعت کی طرف ضرور خیال فرمادیں۔

قصیدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجہ ذیل قصیدہ ہمارے لائق اور قابل محترم دوست میاں علی محمد صاحب تار فروش سرینگر کشمیر کی طبع زاد کا نتیجہ ہے جو ہدیۂ ناظرین پیش کیا جاتا ہے

عجب ہادی و رہ نما پیرِ ماست — زرویش شدہ نور کشمیر راست
چہ گویم چناں عاقلی کاملی ست — بدل ہائے زنگیں چہ خوش صیقلی ست
چہ گویم بہ چشمش چہ حلم و حیاست — چہ گویم کہ کارش چہ جود و سخاست
چہ خوش حاجی و ناجیٔ از بلا — دہد حکم ارشاد را بر ملا
چہ خوش آنکہ در چشم او شوق اوست — چو خون در عروقش شدہ ذوق اوست
بہ تفسیر قرآں عجب واقف است — بہ تعمیل حکم خدا عارف است
احادیث فرمودۂ مصطفےٰ صلعم — بتاویل شدہ یاد آں با صفا
دگر قول آں اولیائے عظام — نماید بیاں در خواص و عوام
چو شکر شود تلخ از خُلق اُو — نمودہ خدا از کرم خلق او
جو باغِ ارم مجلسش مشکِ بار — ز بویش فراخش شود کاروبار
برائے مرض ہائے قلبی حکیم — ہمو آمدہ از خدائے کریم
از و غافلاں مے شود عاقلاں — تونگر شدہ از درش سائلاں
جناب جماعت علی نام اوست — کہ نور و ضیا گشتہ انعام اوست
بشہر علی پور جائے مقیم — مرا و را شدہ در جہاں از قدیم
مریضے اگر پیش او مے رسد — بہ یک دم شفایش رسد در جسد
ہر آنکو قرآں از زبانش شنید — ز رنج زمانہ دلش آرمید
ہر آنکو کہ از صدق پیشش رسید — ہمانوقت مرہم بہ ریشش رسید
بہ آں خواجۂ دیں شدہ نایب ست — بہ جُرمِ مریداں خود تایب ست

چو حلقه کند آن شهِ نیک نام کنند آفرینش همه خاص و عام
معلّم به تعلیم اسمِ حق است درین وقت در دین حق رونق است
ز ارشادِ او نجس گشته چو پاک ز انوار او و نار گشته چو خاک
هر انکو که رویش بدیده ز صدق هماندم کند بیعتِ او ز عشق
نگاهش مؤثر شود آن چنان که آهن بود موم گردد عیان
دل او غنی کف چو آبِ روان بجود ست یکسان به پیر و جوان
زهے آن کسانیکه در روز و شب ز نورِ دلش برده فیض عجب
چه خوش آن علیپور و اقصاے وے که گشته چو خلد ست از جائے وے
هر آنکو که از حالِ وے بدظن است بدنیا و دین خوار نزدِ من است
هر انکس که از وے کند غیبتے مهیا کند بهرِ خود لعنتے
هر انکو که از وے نهد یاد و پند بدنیا و عقبیٰ شود بهره مند
ز رویش دل دوستان شاد هست عدو زار ها کن که بر باد هست
عجب مردِ کامل درین وقت اوست بامرِ خدا عامل وقت اوست
مرا ذکرِ او چون حصارے شده ست ز هر ورطهٔ غم کناری شده ست
خدایا عطا کن حیاتش دراز همی خواهمت هر زمان با نیاز
سرِ ما تو بگذار در سایه اش فزون تر نما هر زمان پایه اش
تو اے پیر هادی مرا یاد کن زغم هائے دنیا دلم شاد کن
غلامم بآن خادمانِ درت ز جاروبیِ آستانے درت
اگرچه شدی دور از دیده ام ولے آیهٔ کونوا بشنیده ام
علی هر زمان مے کند یا علی عطا کن زیاد خودم خوش دلی
زعشقِ تو بخت خواب بر من حرام ثنا جلوه ام هر زمان والسلام

سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الحق والدین بن غیاث الدین حسن الحسینی سنجری قدس سرہٗ

ابو اسحاق شامی
ابو احمد ابدال
ابو محمد ابدال
ابو یوسف چشتی
خواجہ مودود چشتی
حاجی شریف زندنی
خواجہ عثمان ہارونی
خواجہ معین الدین چشتی

پیر الّش قطب الاقطاب دوران حجت اولیا زمان صاحب اسرار مہبط انوار قدوۃ الارباب دین پیشوائے اہل یقین عالی درجات متعالی مقامات امام شریعت وطریقت مخزن معرفت وحقیقت پردہ برانداز اسرار غیبی چہرہ کشائے صور لاریبی وارث الانبیاء والمرسلین سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الحق والدین بن غیاث الدین حسن الحسینی السنجری قدس سرہ العزیز آپ ۵۳۷ھ میں بلدہ سیستان میں جو سجستان کا معرب ہے اور ملک خراسان میں پیدا ہوئے اور آپ کو جو سُنجری بفتح سین وسکون نون و فتح جیم وکسر را کہتے ہیں غلط ہے یہ لفظ سنجر بفتح سین وسکون جیم و زا معجم ہے اور یہ سجستان کا مخفف ہے پس آپکو سجزی کہنا چاہیے اور بلدہ سجستان کسی ملک میں ہے مگر آپ بلدہ سجستان خراسان سے ہیں سفینۃ الاولیا میں ہے کہ عمر آپ کی ایکسو چار برس کی ہوئی اور ایک قول سے ۹۷ برس کی مرات الاسرار میں لکھا ہے کہ پندرہ برس کی عمر میں آپ طلب خدا میں ہوئے اور ساڑھے بیس برس پیر کی خدمت میں رہے اور چالیس برس اجمیر میں اور باقی سفر میں رہے اور آپ نے باون برس کی عمر میں خرقہ پیر سے پایا تھا مناقب المحبوبین۔

آپ کرامت و ریاضت میں معروف اور جمیع اوصاف کمال میں موصوف تھے شان عظیم اور رتبہ رفیع رکھتے تھے۔ اور سید صحیح النسب تھے خرقہ ارادت امام الاولیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے پہنا تھا۔ ہندوستان میں آپ کے ہی قدوم میمنت لزوم سے طریقۂ اسلام ظاہر ہوا اور سیاہی کفر اور شرک کی عرصۂ روزگار سے دھوئی گئی چونکہ آپ سے براہین ظاہرہ اور دلائل باہرہ آشکارا ہوئے اس لئے ہند الولی آپ کو کہتے تھے۔ ستر برس تک آپ کے وضو سوا متوضی کے نہ ٹوٹے آپ جس پر نظر لطف کرتے اپنے مقصد کو پہنچتا اور جو فاسق آپ کے قدمبوس ہوتا توبہ کرتا

اور آپ اکثر استغراق میں رہتے تھے اور چشم پوشیدہ رکھتے تھے اور نماز کے وقت کھولتے تھے اور جسپر نظر ڈالتے تھے ولی کامل ہو جاتا تھا اور جو تین روز تک فیض اندوز خدمت رہتا صاحب کرامت ہوتا اور آپ حافظ اور اہل سماع سے تھے ہر روز ایک ختم فرمایا کرتے اور ہر شب ایک ختم کیا کرتے اور جب ختم کرتے آواز غیب سے آتی کہ اے معین الدین ہمنے تیرے ختم کو قبول کیا اور سماع اکثر سنا کرتے کسی علماء وقت کو انکار آپ کی سماع سننے سے نہ تھا ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے شام کو خشک روٹی ہموزن مثقال پانی میں تر کرکے افطار روزہ کرتے۔ دوہرا جامہ بخیہ کیا ہوا پہنتے تھے اور جب وہ شکستہ ہو جاتا تو چیتھڑے پاک کرکے اوسپر پیوند لگاتے صاحب سیر الاقطاب بعد اس کے فرماتے ہیں کہ آپ کے تمام حالات اور واقعات جو کتب سیر مشائخ عظام اور تذکرہ اولیا کرام میں تحریر ہیں۔ اگر لکھوں تو بہت طول ہو جائے۔ علاوہ اس کے یہ ہے کہ آپ کے واقعات چاند سورج سے بھی زیادہ مشہور ہیں تھوڑی نقلیں تبرکاً لکھی جاتی ہیں۔

(۱) **نقل** ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سادات سے ہیں نسب شریف آپکا حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب میں بعد بارہ پشت کے اسطرح پہنچتا ہے کہ خواجہ معین الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبد العزیز سید ابراہیم بن امام علی رضا بن موسےٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الکونین امام حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سید غیاث الدین والد بزرگوار آپ کے عراق میں رحلت فرمائی عالم جاودانی ہوئے بڑے متقی اور صالح تھے۔ اور اوسی جگہ مزار ہے جب عمر شریف آپ کی ۱۵ سال کی ہوئی اور والد بزرگوار جوار پروردگار میں پہنچے آپ تین بھائی رہے تینوں نے ورثہ پدری باہم تقسیم کیا ایک قطعہ باغ آپ کی ورثہ میں آیا تھا۔ ایک دن اُسی باغ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک مجذوب جسکا نام ابراہیم قندوزی تھا وہاں تشریف لائے آپ نہایت تواضع سے پیش آئے اور استقبال کیا اور ایک طباق انگوروں سے بھر کر پیشکش کیا اون کو یہ ادب آپ کا پسند آیا ایک ٹکڑا کنجارہ کا بغل سے نکالا اور آپکے

منہ میں ڈالا آپ نے جو اوسکو یعنے کھلے کو نوش فرمایا ولولہ محبت اور ذوق الہی دل میں پیدا ہوا اور امور دنیاوی سے نفرت ہوئی جہان سے اور کار جہان سے خاطر مبارک سرد ہوئی جو کچھ اپنے مِلک میں رکھتے تھے فقیروں اور درویشوں کو تقسیم فرمایا اور خراسان کی طرف توجہ کی اور وہاں جاکر علم پڑھا اور قرآن شریف حفظ کیا پھر سمرقند پہونچے وہاں تسلی دل نہ ہوئی عراق کی طرف توجہ کی اور وہاں سے عرب میں تشریف لائے بعد اوس کے بغداد میں رونق افروز ہوئے اور اشرف قدم بوسی امام الاولیا خواجہ عثمان ہارونی سے مشرف ہوئے اوس روز اکثر مشائخ کبار اونکی محفل گرامی میں تشریف رکھتے تھے حضرت خواجہ عثمانؒ نہایت مہربانی سے پیش آئے اور پھر حکم کیا کہ اے معین الدین تجدید وضو کر اور دوگانہ ادا کر پھر فرمایا قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھ پھر فرمایا سورہ بقر پڑھ پھر فرمایا اکیس مرتبہ درود شریف پڑھ پھر اونہوں نے منہ آسمان کی طرف کیا اور ہاتھ آپکا پکڑا اور فرمایا کہ اے معین الدین مینے تجھکو قرب خدا میں پہنچایا اور مقبول درگاہ ایزدی کیا پھر مقراض سر مبارک پر چلائی اور کلاہ چہار ترکی اور گلیم خاص مرحمت فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایک رات دن مجاہدہ کر اور ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ آپ حکم بجالائے اور جب حضرت خواجہ اون کے حضور میں تشریف لیگئے اونہوں نے کہا معین الدین سر اوپر اوٹھا پھر فرمایا کہ کچھ نظر آتا ہے آپ نے عرض کیا عرش سے تحت الثریٰ تک دکھائی دیتا ہے پھر حکم کیا کہ ہزار مرتبہ سورہ اخلاص اور پڑھ آپ حکم بجالائے پھر فرمایا کہ اوپر نظر کر آپ نے سر اوپر کیا فرمایا کیا نظر آتا ہے عرض کیا حجاب عظمت تک دکھائی دیتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ سامنے نظر کرو آپ حکم بجالائے پھر فرمایا آنکھیں کھول آپ حکم بجالائے فرمایا کیا نظر آتا ہے عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم مشاہدہ کرتا ہوں بعد اس کے فرمایا کہ معین الدین کام تیرا تمام ہوا ایک اینٹ گر رہی تھی فرمایا اس کو اوکھاڑ آپ نے اوکھاڑ اخشت طلا ہوگئی فرمایا درویشوں کو تقسیم کردے بعد اس کے آپ پیر روشنضمیر کی خدمت میں بیس برس رہے اور سفر اور حضر میں جدا نہ ہوئے اور جہاں تک ہوا خدمت کی تاکہ مطلوب کو پہنچے۔ مس وک وخ

(۲) **نقل** ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان العارفین خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام الاولیا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ پیر دستگیر کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے زیر ناودان بام کعبہ کے کھڑے ہو کر آپ کے حق میں بہت دعائیں کیں آواز آئی کہ معین الدین ہمارا دوست ہے اوس کو ہم نے قبول کیا ہے پھر وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے روضہ منورہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاکے آپ سے کہا کہ معین الدین سلام کر آپ نے سلام کیا آواز آئی وعلیک السلام یا قطب المشائخین بعد اوس کے حضرت خواجہ عثمانؒ بغداد میں آئے اور معتکف ہوئے اور آپ کو سفر کرنے کا حکم دیا اور جو نعمت خواجگاں سے پہونچی تھی آپ کو مرحمت کی اور حضرت خواجہ عثمانؒ اکثر فرمایا کرتے کہ ہمارا معین الدین محبوب الہی ہے مجھکو اوس کی مریدی سے اور اوس کے مریدوں کی مریدی سے فخر تمام ہے۔

(۳) **نقل** ہے کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کو ذوق سماع بہت تھا سنکر بیخود ہو جاتے تھے اور جو آپ کی خدمت میں ہوتا تھا اہل سماع ہو جاتا تھا اور اکثر علمائے متبحر اور مشائخ کبار نے آپ کی محفل میں سماع سنا ہے جیسا کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ کی محفل سماع میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ محمد کرمانی اور شیخ محمد صفاہانی اور مخدوم زادہ اور شیخ برہان الدین چشتی اور مولانا بہاؤ الدین بخاری اور مولانا محمد بغدادی اور خواجہ اجل سنجری اور شیخ سیف الدین باجوزی اور احمد بن محمد اصفہانی اور شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ احمد واحد اور شیخ برہان غزنوی اور خواجہ سلیمان اور عبدالرحمن قدس اللہ تعالی اسرارہم اور دیگر مشائخ کبار بغداد کے اور قرب وجوار کے اکثر ہوتے تھے اور پابوسی کو آتے تھے اور فیض پاتے تھے اور سب معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔

(۴) **نقل** ہے کہ ایک روز خواجہ معین الدینؒ حرم کعبہ میں مشغول تھے ندا آئی کہ اے معین الدین میں تجھ سے خوشنود ہوا اور تجکو بخشا جو تیرا دل چاہے طلب کر تا کہ عطا کروں آپ نے فرمایا

عرض کیا وہ طاعت کیا ہے فرمایا کہ عاجزوں کی فریاد سنا اور بیچاروں کی حاجت روا کرنا اور مسکینوں کا پیٹ بھرنا اور پھر فرمایا کہ جسمیں یہ تین خصلتیں ہوتی ہیں فی الحقیقت اوسکو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اول سخاوت مثل دریا کے دوم شفقت مثل آفتاب کے سوم تواضع مثل زمین کے اور فرمایا کہ نشانی محبت کی یہ ہے کہ مطیع رہے اور ڈرے تاکہ دوست بیزار ہو اور فرمایا کہ عارفوں کا وہ عالی مرتبہ ہے کہ جب وہاں پہنچتے ہیں تمام عالم کو اور اوس میں جو کچھ ہے اپنی دو انگلیوں کے بیچ میں دیکھتے ہیں اور فرمایا کمترین درجہ عارف کا یہ ہے کہ صفات حق اوس میں ہوں اور کمال درجہ عارف کا محبت میں یہ ہے کہ اگر کوئی اوس کے پاس دعوے لے آوے تو اوسکو قوت کرامت سے ملزم کردے از سیر الاقطاب۔

(۸) **نقل** نقل ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان الاولیاء قطب ربانی میر سید محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی معشوق الٰہی رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ ملاقات واقع ہوئی ایک ابتدائے حال میں مگر جب محبوب سبحانی نے آپ کو دیکھا آپ کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ یہ مرد مقتدائے مشائخ روزگار کا ہوگا اور بہت سے اسکی وساطت سے منزل مقصود کو پہونچیں گے دوسری مرتبہ جب آپ تشریف لائے تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ جیلان میں تھے اور یہ ایک آبادی ہے دامن کوہ جودی میں قریب بغداد کے یہاں کی جگہ حضرت غوث الثقلین کو خوش معلوم ہوئی تھی اوسکو مال حلال سے خرید کر اپنے فرزنداں عالیشان کے رہنے کو آباد کیا تھا آپ نے اوسی جگہ نزول فرمایا اور حضرت غوث الاعظم سے ملاقات کی اور پھر کلمہ و کلام میں مشغول ہوئے بعد ایک ساعت کے آپ نے فرمایا کہ یا حضرت کچھ باتیں اللہ کی طرف کی فرمایئے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا اللہ کی باتوں کے واسطے گوشہ چاہئے آپ نے فرمایا کہ گوشہ میں جانے سے فقیر کو دو چیز مانع ہیں ایک تو یہ کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بات پیر دستگیر سُن لیں اور غیرت سے اون کی خاطر شریف آزردہ ہو اور میرے حال کی خرابی کا باعث ہو جائے کیونکہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ دوسرے کی کمالیت کو اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ

کوئی تصور انکی ذات بابرکات میں دیکھتا ہوں بلکہ اون کو غیر ذات حق نہیں جانتا اور اکمل الاکملین روزگار سمجھتا ہوں پھر یہ کب روا ہے کہ میں ایسا کام کروں جس سے اون کے دل کو رنج ہو دوسرے یہ کہ گوشہ میں جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر یہ لوگ حاضر محرم ہیں تو ان سے کلمہ حق کیوں دریغ رکھا اور اگر نامحرم ہیں تو ان کو کیا خبر ہوگی کہ کیا کہتے ہیں یہ سنکر حضرت غوث الاعظم خاموش ہوئے اور کچھ نہ فرمایا بعد اوس کے آپ حضرت غوث الاعظم سے رخصت ہو کر چند مہینے شہر جیلان میں مقیم رہے اور ایک دلچسپ جگہ حجرہ بنایا اور اعتکاف میں بیٹھے اور چلہ کیا کہتے ہیں کہ وہ حجرہ اب تک جیلان میں موجود ہے۔ اور زیارت گاہ مخلوق ہے اور وہاں کے آدمی اوسکی مرمت کراتے رہتے ہیں اور آپ رشتہ میں حضرت غوث الاعظم کے ماموں ہوتے ہیں اور وہ آپ کے بھانجے ہیں آپ حسینی تھے اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حسنی تھے۔

(۹) **نقل** ہے کہ ایک شخص کو کسی حاکم نے بیگناہ مار کر دار پر لٹکا دیا تھا اوسکی ماں سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی خدمت فیضدرجت میں آئی اوسوقت آپ وضو کرنے کو بیٹھے تھے اوس نے گریہ وزاری شروع کی اور عرض کیا کہ یا حضرت خدا کے لئے میری مدد کرو میرے لڑکے کو شہر کے حاکم نے لوگوں کے کہنے سے ناحق مار کر دار پر لٹکا دیا ہے آپ نے یہ سنکر پھر دوبارہ اوس سے پوچھا کہ سچ کہتی ہے اوس نے کہا سچ کہتی ہوں پھر آپ نے یقیناً جانا کہ واقعہ مطابق بیان ہے اوسی وقت عصا لیکر چلے بہت سے صوفی اور خادم اور اکثر شہری آپ کے ہمراہ ہوئے اور ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ دیکھئے حضرت خواجہ جو ایسے متوجہ ہوئے ہیں انجام اسکا کیا ہو آخر آپ قریب اوس مقتول کے تشریف لے گئے اور کھڑے ہوئے اور دیر تک اوس کی طرف دیکھا اور چپ کھڑے رہے بعد اوس کے اوسکے سر کو جو جدا کر کے لٹکا رکھا تھا اپنے ہاتھ سے اوس کی گردن سے ملایا اور اوس عصا سے جو دست مبارک میں تھا اشارہ کیا کہ اے مظلوم اگر تجکو بےگناہ مارا ہے تو حکم خدائے عزوجل سے زندہ ہو جا اور دار سے اونتر آ یہ اشارہ کرتے ہی اوس مقتول نے انگڑائی لی اور دار سے نیچے گرا اور پھر کھڑا ہو گیا

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسب مبارک میں مکالمہ

(رقمزدہ مولانا حکیم اسرار الحق صاحب قریشی امروہی)

سردار بنی آدم فخر عالم جناب ختمی مآب علیہ التحیات والتسلیم کا ارشاد فیض بنیاد ہے۔ من حسن ایمان المرء ترک مالا یعنیہ۔ یعنی جو باتیں فضول اور غیر مفید ہوں اونپر بحث کرنا اور انہیں مشغول ہونا خوبیٔ ایمان کے خلاف ہے۔

آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمان نہایت ضروری مسائل اسلام مبداء و معاد کو چھوڑ کر ایسے فضول مسائل پر بحث کرتے ہیں جنسے کوئی مفاد و ثمرہ دینی و دنیاوی نہیں ہے۔

کچھ دنوں سے اسلامی دنیا میں یہ اضافہ ہوا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر صاحب قبلہ و حضرت مجددؒ صاحب قبلہ کا نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں ملتا۔ بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے۔

اس کے متعلق جو تحقیق ہو رہی ہے اوسکا ملخص کہا جائے یا اصول و بنیاد لکھا جائے وہ اشتہار ہے جو پیر رشید احمد صاحب کے نام سے امروہہ سے شائع ہوا تھا۔

مجھے ابتداء سے اس مسئلہ سے اختلاف ہے۔ اور میں اپنے عزیز وقت کو ایسے فضول مباحث میں صرف کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ اسی لئے آج تک سکوت سے کام لیا گیا۔

لیکن میرے مخلص و محب بھائی مولوی فضل احمد صاحب فریدی نظامی کے اصرار نے مجبور کیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں نیز اس اشتہار میں خدام حضرت بابا صاحب و مجدد صاحب قدس اسرارہما سے درخواست کیگئی ہے کہ وہ حق بات کو روشنی میں لانیکی کوشش کریں۔ اور مجھکو بھی بزعم خود دائرہ خدام حضرات موصوف میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ لہذا اپنی لاعلمی و ہیچمدانی کا اقرار کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ والعلم الصحیح عند اللہ وعلمہ اتم واحکم مانحن فیہ

خاص مسئلہ نسب حضرت مجدد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ پر بحث کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہید اً یہ عرض کروں کہ معلومات انسانی دو قسم پر ہیں۔ یا بدیہی۔ یا نظری۔ بدیہیات پر دلیل لانیکی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نظریات دلیل سے ثابت ہوا کرتی ہیں۔ ہاں کبھی بدیہی معلوم پر بھی تنبیہہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ علم نسب بدیہی نہیں ہے۔ نظری ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ نظری مسئلہ ہوتے ہوئے مذہبی ہے یا عقلی۔ مذہبی تو کہہ نہیں سکتے۔ اسلئے کہ مذہب میں نام و نسب سے بحث نہیں کیجاتی۔ ہر مذہب میں ہر نسب کے افراد داخل ہوتے ہیں۔ اور شارع علیہ السلام نے کسی کے نسب سے بحث نہیں فرمائی۔ بلکہ المومنون اخوۃ ارشاد فرما کر مساوات اہل اسلام مبرہن فرمائی ہے۔

اگر مذہبی مسئلہ ہوتا تو اصول شرعیہ میں سے کوئی اس کے ثبوت میں پیش کرنا ضروری ہوتا۔ اب محض نسب کی صحت و عدم صحت پر عقلی دلیل لائی جا سکتی ہے۔ چونکہ جو چیز بدلیل عقل ثابت کیجائے وہ ظنی ہوتی ہے علم الانساب بھی ظنی ہوگا۔

علاوہ بریں نسب ایک خبر ہے۔ جو ہمیشہ محتمل صدق و کذب ہے۔ خبر کی یہ حالت ہے۔ کہ حد تواتر سے قبل وہ حدیث و خبر رسول صلعم ہو کر بھی مفید یقین نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ خبر عام یا خبر واحد

اہل اسلام کے ایک زبردست فرقہ نے جنکو صوفیہ کہتے ہیں اس بحث کو بالائے طاق رکھ دیا ہے وہ فرماتے ہیں ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی   که دریں راه فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یا یہ فرمایا ہے۔ ؎

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را   اوست سید جملہ موجودات را

دوسرے فرقہ علماء کرام میں سے بعض حضرات ادہر متوجہ ہوئے بعض نے بحیثیت تنقید حالات رواۃ حدیث اسماء الرجال کی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اور بعض نے علم الانصاف کیطرف توجہ فرمائی۔ لیکن باوجود سعی بلیغ آجتک دنیا کا ایک نسب بھی مدلل و مبرہن ہو کر یقینی نہیں ہو سکا۔

حضور رسول مقبول صلعم نے خود اپنے نسب کو اشرف الخلق ارشاد فرمایا لیکن بجز چند چیدہ و مشہور اسماء اجداد کے جیسے ہاشم و عبد مناف و جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بر واسطہ کو واضح نہیں فرمایا اور نہ اب تک کوئی عالم انساب کہہ سکتا ہے کہ فلاں نسب نامہ کے سب نام سلسلہ وار ثابت و صحیح ہیں۔ اسلامی دنیا میں اولاد رسول صلعم جنکو سادات کہتے ہیں سب اہل انساب سے افضل مانے گئے ہیں اور ان حضرات کی نسبی تحقیق بھی ہر سلطنت میں ہوتی رہی ہے۔ اسلئے کہ بادشاہان سابق میں سے دو قسم کے بادشاہ ہوئے ہیں۔ اگر بعض کو محب و خادم اہل بیت رسول ہونیکا شرف حاصل تھا تو بعض کو دشمن سادات کا خطاب بھی دیا جاسکتا ہے۔

دونوں قسم کے بادشاہوں کے زمانوں میں سادات کی تحقیق پیش رہتی تھی تاکہ وہ اپنے جذبات پورا کرنے میں کامیاب ہوں۔ لیکن آجتک خاندان کے خاندان سادات کے ایسے ہیں جنکو دوسرے سادات سید تسلیم نہیں کرتے۔ اور جو اپنے زعم میں یقینی سید ہیں اون کے آپس میں نقوی۔ رضوی و تقوی ہونے پر مباحثہ ہوتے ہیں۔

ایک مسئلہ عظیم مختلف فیہ ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پسر سے اولاد آج دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ بہت سے سادات اس طرف ہیں کہ دنیا میں سب سید اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام سے باقی ہیں حسنی سید کا وجود ہی نہیں۔

الغرض نسب ایک ایسی شئے ہے جسکے ثبوت یقینی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔ اور اگر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے تو وہ شہرت و تواتر ہے۔

اسی زمانہ میں بعض حضرات سے گفتگو کا موقعہ ملا تو انہوں نے تواتر کو نہایت معمولی شئے بنایا۔ اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ خدا جانے اون کا علم کس درجہ کا ہے جو وہ یہ نہیں جانتے کہ خبر کی تصدیق اور رفع احتمال کذب اگر ممکن ہے تو تواتر و شہرت سے۔ علم حدیث میں تواتر و شہرت اسی وجہ سے مسلم ہے کہ وہ بھی خبر ہے۔ تواتر ہی وہ شئے ہے جو خبر کو نص کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خصوصاً نسب کی صحت کا مدار محض تواتر پر ہے اور کوئی طریقہ اثبات نسب کا ممکن نہیں ہے

ورنہ جو شخص چاہے ایک صحیح شدہ نسب نامہ میں اپنے اجداد کے نام ضم کر کے نسب نامہ بنا سکتا ہے ۔ شیخ سید ہو سکتا ہے اور جولاہہ شیخ بلکہ ایسا واقع ہوتا ہے ۔ دوسرے شہروں کے باشندے باہر جاکر غیر متعارف اشخاص میں جو چاہتے ہیں بن جاتے ہیں ۔ اور جس کا چاہیں نسب نامہ پیش کر دیتے ہیں ۔ اثبات نسب میں نسب نامہ کو کچھ بھی دخل نہیں اسکی بعینہ یہ مثال ہے کہ ؎

مصطفٰے سے جا ملایا سلسلہ بولنے کا پر نہ پایا سلسلہ

جن علوم سے نسب نامہ کے ناموں کا پتہ چل سکتا ہے وہ خود غیر مکمل ہیں ۔ مثلاً علم الانساب اسماء الرجال یا تاریخ ہمیشہ مشہور و انگشت نمائی کے لائق اشخاص کا حال اور تذکرہ تاریخوں وغیرہ میں لکھا جاتا ہے ۔ اور ہر شخص کے اجداد میں سب کے سب ہی مشہور نہیں ہو سکتے ۔

پھر کیا ضرور ہے کہ جن ناموں کا پتہ تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں ہو وہ نسب صحیح ہو ورنہ غلط ۔ آج دنیا میں بہت سے قبیلہ ایسے موجود ہیں جو خود اپنے کو سید یا شیخ وغیرہ کہتے ہیں اور سارے ان کے جاننے والے بھی ویسا ہی جانتے ہیں ۔ لیکن اونکو اپنے پردادا کا نام بھی معلوم نہیں ۔ چہ جائیکہ پورے نسب نامہ کی تحقیق حاصل ہو ۔ تو کیا اُن کو اس بنا پر اوس نسب سے خارج کر دیا جائیگا ۔ حاشا و کلا ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ خود حضور صلعم کا نسب نامہ بعینہ ثابت نہیں ہو سکتا ۔ اب ہم خاص حضرت مجدد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسب میں یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مجدد صاحب قبلہ قدس سرہٗ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرگروہ ہیں علاوہ سلسلہ نسبی آپ کے سلسلۂ طریقت میں ایسے اولیاء اولوالعزم ہوئے جن کے نام نامی آج تک روشن کنندۂ عالم ہیں ۔ مگر افسوس ہے اوس عقل پر جو یہ سمجھے کہ آپکا سلسلۂ نسب آجتک حیز خفا میں رہا ۔ ہاں وہ خاص حیز اون کو ہی معلوم ہو تو ممکن ہے ۔

حضرت مجدد صاحب قبلہ قدس سرہٗ جگہ جگہ فرماویں کہ رگِ فاروقیم در جوش ہے آبدًا اور عمر بھر یہ پتہ نہ چلے کہ میں سید ہوں یا شیخ ۔ ؟ ۔ ان بزرگواروں کے حرکات و سکنات تک قلمبند ہوں اور نسب ایسا مخفی کہ تین سو برس بعد ظاہر ہو ۔ بریں عقل و دانش بباید گریست + اب اگر اعتراض ہے

تو یہ کہ بعض متاخرین نے حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی کو اجداد حضرت مجدد صاحب قبلہ میں تحریر کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کو غلط مان لو تو کیا نقصان ہوتا ہے۔ کیا فقط مدار فاروقیتِ مجدد صاحب قبلہ حضرت ابراہیم ادہم پر ہے۔ بالفرض اگر یہ کسی طرح فاروقی ثابت ہو جائیں تو کوئی معترض اس طرح کا اعتراض مجدد صاحب قبلہ سے لیکر فاروق اعظمؓ تک کسی اور نام میں نہیں کر سکتا کہ وہ فاروقی نہیں ہیں

علاوہ بریں اجتک یہ علم نہ تھا کہ ابراہیم بن ادہم نامی تین بزرگ ہوئے ہیں۔ تو کیا واقعی اون کا وجود بھی نہ تھا۔ اسی طرح اگر آپ کو ابراہیم فاروقی کا علم نہوا تو اون کا وجود بھی معدوم ہوگیا۔

اچھا یہ مان لیا جائے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم فاروقی نہیں ہیں۔ تو حسینی و تمیمی و عجلی تین باقی رہتے ہیں۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ جو ابراہیم بن ادہم مجدد صاحب قبلہ کے اجداد میں ہیں۔ وہ حسینی ہیں۔ ہم کہتے ہیں تمیمی ہیں یا عجلی ہیں۔ اس کا کیا جواب ہوگا۔ عدمِ علم دلیلِ عدم نہیں ہوتا آپکا مقصود جب حاصل ہو سکتا ہے جب چند مقدمات ثابت ہوں۔

ع۱ ابراہیم ادہم اجداد حضرت مجدد صاحب قبلہ میں داخل ہیں۔

ع۲ وہ ابراہیم فاروقی نہیں ہیں۔

ع۳ جو ابراہیم آپ کے دادا ہیں وہ یقینی سید ہیں۔

میں لئے جو کتابیں حضرت بابا صاحب و مجدد صاحب قدس سرہ اسرار ہما کے حالات میں دیکھیں اون میں آپکا نسب بذریعہ فرخ شاہ کابلی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملایا ہے میں یوں کہہ سکتا ہوں بطور قیاس عقلی کہ مجدد صاحب فرخی ہیں۔ اور ہر فرخی فاروقی ہے۔ نتیجہ برآمد ہوگا۔ کہ مجدد صاحب فاروقی ہیں۔ اس کے صغرے و کبرے پر کوئی نقص وارد نہیں ہے۔

ہاں جب یوں کہا جائے کہ مجدد صاحب ادہمی ہیں۔ اور ہر ادہمی سید ہے جسکا نتیجہ ہوگا مجدد صاحب سید ہیں تو اس کے صغرے و کبرے پر میں نقص وارد کرتا ہوں کہ اول تو حضرت مجدد صاحب کا ادہمی ہونا اوس طرح معلوم نہیں جسطرح فرخی ہونا ہے۔ اور آپ ہی کی تحریر کے موافق ہر ادہمی کا سید ہونا لازمی نہیں۔ ممکن ہے تمیمی یا عجلی ہوں۔

اس کی کیا دلیل ہے کہ آپکا نسب نامہ جدی وہ صحیح ہے جو خاندان ادہمی صوبۂ بہار کے نسب ناموں سے ثابت ہے۔ کیا صوبۂ بہار کے ادہمی خاندان فریدی بھی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مجدد صاحب اور باباصاحب کی نسبی موافقت جو تواتر سے ثابت ہے اوسکو دفع کرنا لازم ہوگا۔

اگرچہ انساب کا علم ہی ظنی ہے۔ لیکن آپ نے تو ظنیات کا خزانہ کھول دیا۔ تمام مقدمات مرتبہ ظنی ہیں۔ اور آپ اوس کے ذریعے سے اوس ظن غالب کو دفع کرنا چاہتے ہیں جسکی پشت پر تواتر کا ہاتھ ہے۔ جسکی پشتی سے خبر نص کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ مجبور ہو کر ایک عقلمند کو اس خیال کیلئے ماننا پڑتا ہے کہ ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج

میں عرض کرتا ہوں کہ ایک خاندان سادات اپنے کو نقوی و رضوی کہتا ہے آج تحقیق ہو کہ اونکا سلسلۂ نسب بذریعہ حضرت امام نقی یا حضرت موسے رضا علیہما السلام حضرت امام حسین علیہ السلام تک نہیں پہنچتا تو کیا یہ کہا جائیگا کہ وہ سید ہی نہیں۔ سردار نسب وہ مورث اعلےٰ ہوتا ہے جس کے نام نامی سے اوس نسب کو منسوب کرتے ہیں۔ جیسے حسنی حسینی۔ فاروقی۔ عباسی۔ صدیقی وغیرہ اون کی اولاد اوس لقب سے مشہور ہوتی ہے۔ تیرہ سو سال میں صدہا واسطہ اس شخص میں اور اُن بزرگوار میں ہوتے ہیں۔ نہایت آسانی سے ممکن ہے کہ ایک شخص کی اولاد میں سے بجائے اُس کے اوسکے بھائی کا نام درج نسب نامہ ہو جائے یا غلطی کاتب سے کچھ کا کچھ لکھدیا جائے۔ اس سے اوس لقب و نسب میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ ایک نام کے بزرگ صدہا بلکہ ہزاروں گذرے ہیں کیا تمام عالم کے تمام اسماء الرجال میں درج ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر کسطرح کہا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کی اولاد میں نہیں ہے۔

اگر نسب کوئی فخر و مباہات کی شئے ہے تو فاروقی ہونا بھی کوئی کم فخر کی بات نہیں ہے۔ جو محض خیالی پلاؤ پکاکر سید ہونا پسند کیا جائے۔ اور فریدی و مجدّدی حضرات اگر فاروقی یا سیّد نہ ثابت ہوں تو فریدی و مجدّدی ہونا بھی اونکے فخر کو کافی ہے۔

اور اگر فخر کی شئے نہیں ہے بلکہ تحقیق نسب منظور ہے تو وہ طریقہ بتائیے جس سے کوئی نسب نامہ تحقیق ہو سکے۔ ایک ابراہیم بن ادہم کی تحقیق سے نئو واسطہ اور جو باقی رہے وہ سب محقق نہیں مانے جا سکتے۔

اور اگر ہر طرح فاروقیوں کو سید بننا ضروری ہے تو فرخ شاہ کابلی کو سید ثابت کریں جن کے نام کو نسب میں شہرت حاصل ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ وہ کتابیں جن میں حضرت باباؒ صاحب قبلہ وحضرت مجددؒ صاحب قبلہ فرخی لکھنے ہیں کثیر ہیں۔ مثلاً:۔ سیر الاولیاء۔ اقتباس الانوار۔ جواہر فریدی زبدۃ المقامات وغیرہ وغیرہ ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سے

نیک راباش تو نہ بد را باش دامن خویش گیر و خود را باش

قصیدہ شمشیر وفا

بیان وصف شہ مجلس میں ہے سب یار بیٹھے ہیں ادب سے سرنگوں ہیں پر بہت ہوشیار بیٹھے ہیں

عجب کچھ حال ہے اپنا شہ والا کی فرقت میں جو سچ پوچھو تو اس جینے سے ہم بیزار بیٹھے ہیں

صبا سید سے کہنا با ادب ہم بھی تو مدت سے سوالی در پہ تیرے اے میرے سردار بیٹھے ہیں

فراق یار میں کیا پوچھتے ہو حال زار اپنا عزیز و سوکھ کر کانٹا ہوئے ہیں خار بیٹھے ہیں

نہ چھیڑ واے تو ہم تو ازل سے پیر سید پر دل و جان مال و دولت تن بدن سب وار بیٹھے ہیں

محبت غیر کی دل میں سمائی ہے یہ ناممکن جماعت پیر کی الفت میں جو سرشار بیٹھے ہیں

کرم کی کر نظر شاہا کہ واللہ دیر سے دل میں جدائی ہجر و فرقت کا لئے آزار بیٹھے ہیں

نہ خود تشریف لائے اور نہ بلوایا مگر ہم تو علی پور خود ہی جانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں

کہاں تک دوں تسلی اس دل مجبور کو مرشد کہ بیتابی سے اس کی ہم بہت لاچار بیٹھے ہیں

کہاں جائیں تیرے کہلا کے اے مرشد کہاں جائیں تیرے در کے گدا ہیں اور تیرے دربار بیٹھے ہیں

بجا ہے ناز کرنا انکا اپنے حسن و جوبن پر ہزاروں جب کہ اُن کے طالب دیدار بیٹھے ہیں

نہ کر کچھ فکر غم شمشیر اپنی مرض فرقت کا ابھی تو پیر سید مالک و مختار بیٹھے ہیں

ضروری اطلاع - تبدیل پتہ اور ہر قسم اور ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں جو نام سے پہلے اسی سطر میں چھپا ہوتا ہے - اور یہ یاد رہے کہ ۲۴۰ رسالہ کا رجسٹرڈ ایل نمبر ہے وہ ہر گز نہ لکھا کریں - اور لکھا ہوا ایسا ہو کہ پڑھا جاوے - ورنہ عدم تعمیل معاف - نیز جو احباب نمونہ کے طور پر رسالہ منگوایا کریں وہ اپنی خریداری یا عدم خریداری سے جلد مطلع فرمادیا کریں ورنہ اگلا نمبر وی پی ہوا کریگا - علاوہ ازیں ان احباب کی خدمت میں بھی گذارش ہے - جو رسالہ کی ترقی اشاعت میں امداد فرمایا کرتے ہیں - وہ نئے خریداروں سے پہلے ضرور پورے طور پر تصدیق فرمالیا کریں - بلکہ مناسب ہے - کہ وہ خود فرمائش تحریر فرماویں - تاکہ بعد میں رسالہ واپس آنے پر دفتر کو نقصان نہ اٹھانا پڑے - اور نیز جن احباب کی سالانہ قیمت ختم ہوچکی ہے - وہ اپنی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرماویں ورنہ رسالہ ۳ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا *

رعایتی قیمت صرف ۱۰ جنوری تک ہے - قیمت اصلی ۱۰/ رعایتی ۸/

مکمل سوانح عمری

داتا گنج بخش رح

رعایتی قیمت صرف ۱۰ جنوری تک ہے - قیمت اصلی ۱۰/ رعایتی ۸/

یعنی قطب الاقطاب حضرت علی مخدوم ہجویری غزنوی ثم لاہوری عرف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مفصل و مکمل حالات حضرت داتا گنج بخش رح وہ بزرگ کامل اور اولی الکمل ہیں جن کے آستانے سے نہ صرف سلطان محمود غزنوی کے جانشین بلکہ سلاطین غوریہ و مغلیہ اکبر - جہانگیر - شاہجہان اور داراشکوہ وغیرہ بادشاہ اور شاہزادے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح اور حضرت بابا فرید شکر گنج رح جیسے فرید الافراد بزرگ فیضیاب اور جلہ کش ہوتے رہے ہیں - حضرت داتا گنج بخش سب سے پہلے محمڈن مشنری ہیں جو ۴۳۱ھ میں پنجاب میں محض اشاعت توحید و تبلیغ رسالت کی غرض سے تشریف لائے تھے - ایسے زبدۃ العارفین مذہبی لیڈر اور دنیائے تصوف کے بے عدیل شہنشاہ کے حالات و واقعات زندگی آج تک معرض تحریر میں نہ آئے تھے - اب پہلی مرتبہ حضرت سوانح عمری نہایت محنت و تحقیق کیساتھ **داتا گنج بخش** کے نام سے چھاپی گئی ہے کتاب کا حجم ۱۶۰ صفحہ علاوہ ٹائٹل اور فہرست مضامین کے ہے کاغذ اور لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہے - قیمت ۱۰/ مگر ۲۰ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو چونکہ حضرت کا عرس مبارک ہے - اس لئے اس تقریب پر آج سے ۷ جنوری سے ۱۰/ کی بجائے صرف ۸/ قیمت لیجائیگی - درخواستیں جلد آنی چاہئیں کیونکہ کتاب صرف ایکہزار چھاپی گئی ہے - اور بعض کتب فروشوں نے نصف سے زیادہ کمیشن خرید لی ہے

المشتھر - مینجر رسالہ طریقت لاہور

لوٹ - دفتر انوار الصوفیہ میں جلد ۸ و ۹ و ۱۰ کے علاوہ باقی جلدوں کے متفرق نمبر موجود ہیں وہ ناظرین کوئی پرچہ بحساب ۱/ علاوہ محصولڈاک مل سکتے ہیں اور جلد ۸ کے تمام رسالے نصف قیمت پر اور جلد ۹ و ۱۰ کے تمام رسالے ۲/ فی پرچہ کے حساب علاوہ محصولڈاک مل سکتے ہیں - جو احباب جلد ۱۰ کے اندر اندر خریدار ہوئے ہیں وہ اپنی کمی پوری کر سکتے ہیں -

اس کے بعد وہ لطیفہ آہستہ آہستہ اپنی اصل کی طرف جو فوق العرش ہے سیر (و سفر) کرتا ہے۔ اور شیخ کی صحبت کے یمن و برکت سے طالب کے لطایف میں جذبات قویہ آجاتی ہیں۔ پھر سیر تیزی اور سرعت سے ہوتی ہے۔ مگر مجھکو جہاں تک معلوم ہوا ہے اس سیر کی تیزی اور سُرعت اور کمی رفتار کثرت و قلت توجہات شیخ پر منحصر ہے۔ اگر طالب پر شیخ کی توجہات کثرت سے ہوئی ہیں۔ تو سیر اسکی سریع ہے اور اگر شیخ کی توجہات کم اور قلیل ہوئی ہیں تو سیر بھی اس کی سُست اور کمی رفتار سے ہے۔ اور چونکہ طالبوں کی استعداد مختلف (کم و بیش) ہوتی ہے۔ کہ بعض خوب استعداد رکھتے ہیں (بعض ناقص رکھتے ہیں۔ جو خوب استعداد رکھتے ہیں) ان کو شیخ کی تھوڑی توجہ بھی آتشی ہوائی کی طرح اوپر کو ایسا اوڑا لیجاتی ہے۔ کہ انکی سرعت و تیزی سیر پر ہر ایک کی نظر کام نہیں کرتی اور جو بطی الاستعداد (یعنی کم استعداد) والے ہیں وہ بھی گرتے پڑتے منزل مقصود کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس طریقہ نقشبندیہ مجددیہ) میں شیخ کی صحبت علی الخصوص طالبوں کو نہایت ہی ضروری ہے۔ اور بدوں توجہ شیخ کے کچھ نہیں (ہدایت الطالبین صفحہ ۱۵) اور اپنا حال شاہ ابو سعید صاحب دہلوی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ ساتویں محرم الحرام ۱۲۲۵ھ کو مجھے کو دولت قدمبوسی حضرت قطب الاقطاب غوث الشیخ والشاب حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلویؒ کی حاصل ہوئی حضرت ممدوح نے نوازش و کرم سے مجھکو قبول فرمایا اور شغل اسم ذات اور نفی و اثبات اور مراقبہ احدیت اور معیت کا ارشاد فرمایا۔ اور میری لطائف خمسہ عالم امر پر توجہات فرمائیں چند روز میں میری لطائف میں جذبات آلہیہ پیدا ہوئے۔ اور ان لطائف کی سیر اپنے اصول میں جو عرش مجید کے اوپر ہیں۔ اور لا مکانی ہیں حاصل ہوئی۔ اور فنا جذبہ بھی جسکو عدمیت کہتے ہیں حاصل ہو کر دائرہ امکان کی سیر تمام ہوئی (ہدایت الطالبین صفحہ ۱۰) پھر فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ ہر حال اور ہر وقت خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا۔ کھاتا ہو یا پیتا ذکر اور نگہداشت خاطر اور وقوف قلبی میں مشغول رہے تاکہ اس سے باطن کا تصفیہ حاصل ہو۔ اور دل کی توجہ اور حضور حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف پیدا ہو۔ نگاہداشت خاطر یہ ہے کہ دل میں خطروں

اور حدیث نفس کو نہ آنے دے اگر آویں تو اس کو دفع کرے۔ وقوف قلبی یہ ہے کہ طالب اپنے دل کی طرف توجہ رکھے اور دل ذات الٰہی کی طرف یعنے اسم مبارک اللّٰہ کا جو مسمی ہے اس کی طرف توجہ رکھے۔ جو طالب اہل کشف ہے اسکے باطن کے تصفیہ کی علامت یہ ہے کہ انوار اسپر ظاہر ہوں ہر لطیفہ کے نور کا رنگ الگ ہے۔ ان انوار کو جب وہ اپنے باطن سے باہر مشاہدہ کرتا ہے تو اس مشاہدہ کو سیر آفاقی کہتے ہیں اور جب وہ اپنے باطن میں اُن انوار کو دیکھتا ہے تو اسکو سیر انفسی کہتے ہیں۔ میں نے اپنے پیر و مرشد کی زبان مبارک سے سنا کہ سیر آفاقی عرش مجید سے نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہے یعنے جب لطائف قالب سے نکلکر اپنے اصول کی طرف عروج کرتے ہیں تو جب تک عرش تک پہنچتے ہیں سیر آفاقی ہوتی ہے اور جب عرش سے اوپر ان کا جذب اور عروج پیدا ہوتا ہے تب ان کی سیر انفسی شروع ہوتی ہے۔ جو طالب صاحب کشف ہے وہ انوار کے دیکھنے سے اپنی سیر کو آپ معلوم کر لیتا ہے (کہ کہاں تک ہے) مگر بسبب اس کے کہ اس زمانہ میں اکل حلال کمیاب ہے طالبان صاحب کشف عیانی بہت کم ہیں اکثر طالبان اس زمانہ میں صاحب کشف وجدانی ہوتے ہیں فرق یہ ہے کہ صاحب کشف عیانی تو عیاناً دیکھتا ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں سیر کرتا ہے اور صاحب کشف وجدانی اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا مگر اپنے تبدل احوال اور تغیر واردات کو اپنے ادراک سے معلوم کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی کہ ہوا کی کہ ہوا نظر نہیں آتی ہے۔ مگر حس لمس سے محسوس ہوتی ہے (ہدایت الطالبین ۱۳)۔ حضرت شاہ ابو سعید صاحب دہلویؒ صاحب کشف عیانی تھے۔ انہوں نے اپنے سلوک مجددیہ کے واقعات کشف عیانی سے رسالہ ہدایت الطالبین میں لکھے ہیں جن کا بیان آگے آویگا۔

(۱۱) **سوال**۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں تصفیہ باطن کے لئے جو مجاہدہ ریاضت کرنا مرشد فرماتا ہے۔ وہ کیسا ہوتا ہے آیا شاقہ یا متوسط۔

جواب۔ شاقہ نہیں فرماتا اس کی اس طریقہ میں ممانعت ہے جو مجاہدہ اس طریقہ میں ہے۔

وہ تعمیل احکام شرعی کا ہے۔ یعنی مرشدان اس طریقہ کے بجائے مجاہدات و ریاضات شاقہ کی عبادات و اعمال شرعیہ متوسط کا حکم دیتے ہیں۔ اور تمام اوقات و احوال میں توسط کو مرعی رکھتے ہیں (ہدایت الطالبین) اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس پر سب سے زیادہ شاق احکام شرعی کی تعمیل ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی مجاہدہ شاقہ نہیں ہے (مکتوب دو سو اکیسواں ۲۲۱ جلد پہلی)

(۱۲) **سوال**۔ اس طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ میں کتنے اشغال ہیں جن سے طالب کے لطائف کا اپنی اصل سے وصل ہو جاتا ہے۔

جواب۔ تین۔ | ففی ھذہ الطریق ثلاثۃ اشغال |

(۱۳) **سوال**۔ وہ تین کونسے ہیں۔

جواب۔ ان میں پہلا تو ذکر ہے خواہ اسم ذات سے کیا جاوے یا نفی اثبات سے۔ | (الاول) الذکر سواء اسم الذات او النفی والاثبات کما سبق |

(۱۴) **سوال**۔ اسم ذات کے ذکر کا اور نفی اثبات کے ذکر کا طریقہ کیا ہے۔

جواب۔ اسم ذات کے ذکر کا طریقہ اس طریقہ مجددیہ میں اکثر مرشد یہ بتاتے ہیں۔ کہ خیال سے ہر لطیفہ کے مقام سے اللہ اللہ کرو اور نفی اثبات کا ذکر اس طرح بتاتے ہیں کہ سانس کو ناف کے نیچے بند کرکے خیال سے لا کو ناف سے اُٹھاکر پیشانی پر لاکر وہاں سے الٰہ کو شروع کرکر داہنے مونڈھے تک لاؤ۔ پھر الا اللہ کی ضرب دل پر ایسے طور سے لگاؤ کہ اس کا اثر سب لطیفوں پر پڑے اور ذکر کا اثر تمام جوارح اور اعضا میں پہنچے۔ اس ذکر کو اول سے آخر تک بے حرکت جسم اور اعضا و جوارح کے خیال سے کرو۔ اگر حبس نفس یعنی سانس کا بند کرنا ضرر پہنچاوے جیسے سانس بند کرنے سے پیٹ کا ہاضمہ کم ہو جاوے۔ یا دماغ میں خشکی آجاوے یا کوئی ایسا ہی ضرر ہو تو بدوں حبس نفس کے اس ذکر نفی اثبات کو کرو۔ کیونکہ اس ذکر میں حبس نفس لازمی نہیں ہے اختیاری ہے (ہدایت الطالبین ۱۲) یعنی جیسا اپنا حال دیکھو موسم دیکھو وقت دیکھو ویسا کرو اپنے حال کا لحاظ موسم کا لحاظ وقت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱۵) **سوال**۔ ذکر نفی اثبات میں اور کس کس بات کی رعایت رکھتے ہیں۔

جواب۔ اس ذکر میں اس معنے کا لحاظ رکھتے ہیں کہ نہیں کوئی مقصود میرا بجز ذات پاک کے۔ جب کئی بار ان الفاظ کا ذکر دل میں گذر جائے تو یہ کہتے ہیں۔ خداوند مقصود میرا تو ہی ہے۔ اور رضا تیری محبت اور معرفت اپنی مجھکو دے اس کو اصطلاحاً باز گشت کہتے ہیں۔ دوسرے جب ذکر نفی اثبات کا حبس دم کے ساتھ کرتے ہیں۔ تو عدد طاق کی رعایت کرتے ہیں۔ یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات وغیرہ اکیس ۲۱ تک عدد طاق پر سانس کو آہستہ سے چھوڑتے ہیں۔ اس رعایت کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ جب عدد طاق پر سانس لیتے ہیں تو فقرہ نفی اثبات کے ساتھ محمد رسول اللہ ملاتے ہیں (ہدایت الطالبین ۱۲)۔

(۱۶) **سوال**۔ جب طالب اسم ذات کا ذکر کرنے لگے تو اول اسکو کیا کرنا چاہیئے

جواب۔ جب طالب اسم ذات کا ذکر کرنے لگے تو اول اسکو چاہیئے کہ اپنے دل کو تمام خطروں سے اور حدیث نفس سے خالی کرے گذشتہ اور آیندہ کا اندیشہ اپنے دل سے مٹائے اور خاطر کے دور ہونے کے لئے حضرت حق سبحانہٗ کی جناب میں التجا اور تضرع کرے اور گڑگڑاوے کہ الٰہی ان کو میرے دل سے دور کر۔ اپنے مرشد کی صورت کا تصور کرنا جس سے ذکر کی تلقین پائی ہے یعنی دل کے سامنے یا دل میں صورت شیخ کی رکھنا خواطر کے دور کرنے میں بڑا اثر رکھتا ہے بعد اس کے اسم ذات کا ذکر کرے اور اسمیں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی اور نگاہداشت خاطر کی رعایت رکھے کہ بدوں ان کے ذکر فائدہ نہیں بخشتا۔ جب وقوف قلبی اور نگہداشت خاطر سے ذکر کریگا تو دل کے ذکر کی آواز سمع خیال میں پہنچیگی۔ اسی طرح ہر لطیفہ سے اسم ذات کا ذکر کرنا چاہیئے اور آخر میں لطیفہ قالبیہ سے اس قدر ذکر کرنا چاہیئے۔ کہ ہر رگ وپے اور ہر بن مو سے ذکر کی آواز سمع خیال میں پہنچے۔ اسکو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اس کے بعد ذکر نفی اثبات طالب کو تلقین کرتے ہیں جس کا اوپر بیان ہوا۔ (ہدایت الطالبین)

(۱۷) **سوال**۔ دوسرا شغل کیا ہے۔

(الثانی) المراقبہ وھی عبارۃ عن انتظار الفیض من المبدء الفیاض وملاحظۃ ورودہ علی موردہ

جواب - دوسرا شغل مراقبہ ہے

(۱۸) **سوال** - مراقبہ کس کو کہتے ہیں -

جواب - مراقبہ اس انتظار کو کہتے ہیں جو مبداء فیاض سے فیض کے آنے کا کیا جاوے - اور فیض کے مورد پر اس کے ورود ہونیکا ملاحظہ کیا جاوے -

(۱۹) **سوال** - مبداء فیاض کیا ہے اور مورد کس کو کہتے ہیں -

جواب - جہاں سے فیض آتا ہے وہ مبداء فیاض ہے اس معنی سے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ مبداء فیاض ہے اور جسپر وہ فیض آکر پڑتا ہے وہ اس کا مورد یعنی وارد ہونے کی جا ہے - کیونکہ فیض کے وارد ہونے کے لئے جگہ بھی چاہیئے جسپر وہ وارد ہو - اور جسپر وہ وارد ہو - وہ اس کا مورد ہے

(۲۰) **سوال** - وہ فیض کا مورد کون سی جگہ انسان میں ہے -

وھی لطیفۃ من لطائف السالک وھذہ اللطیفۃ یقال لھا مورد الفیض

جواب - انسان کے لطائف ہیں سے ہر لطیفہ فیض کا مورد ہوتا ہے جس لطیفہ پر آکر پڑتا ہے اسی لطیفہ کو اس وقت اس فیض کا مورد کہتے ہیں -

(۲۱) **سوال** - کیا اس وجہ سے کہ فیض کا مورد ہر لطیفہ ہے ہر مقام کا مراقبہ بھی الگ الگ ہے

ولھذا عینوا لکل مقام مراقبۃ من المراقبات

جواب - ہاں اسی وجہ سے اس طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ہر مقام کے لئے مراقبوں میں سے ایک خاص مراقبہ مقرر کیا گیا ہے -

(۲۲) **سوال** - جب ہر مقام کا ایک مراقبہ ہے تو دائرہ امکان کے مقام میں کیا مراقبہ کرتے ہیں -

فعینوا لدائرۃ الامکان مراقبۃ الاحدیۃ

جواب - احدیت کا مراقبہ کرتے ہیں -

(۲۳) **سوال** - مراقبہ احدیت کس کو کہتے ہیں -

وھی عبارۃ عن مراقبۃ الذات الجامع لجمیع صفات الکمال والمنزہ عن جمیع صفات النقصان وھو مسمی الاسم المبارک اللہ

جواب - مراقبہ احدیت اس ذات کے مراقبہ کو کہتے ہیں جو تمام صفات کمال کی جامع ہے - اور جمیع صفات نقصان سے منزہ ہے - دیکھو مقامات المحمود کا سبق آٹھواں

(۲۴) **سوال** - یہ ذات کونسی ہے - **جواب** - وہی جو اسم مبارک اللہ کی مسمی ہے -

(۲۵) **سوال** - اس مراقبہ احدیت میں کیا ملاحظہ کرتے ہیں - اور اس مراقبہ میں مورد فیض کون سا لطیفہ ہے -

فیلاحظ ورود الفیض من تلک الذات علی لطیفۃ القلب

جواب - یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ اس ذات احدیت سے جس کی تعریف اوپر کی گئی فیض آرہا ہے - اور اس فیض کا مورد لطیفہ قلب ہے یعنے اس ذات احدیت سے جو فیض آتا ہے - وہ لطیفہ قلب پر پڑتا ہے -

(۲۶) **سوال** - کیا ان مراقبات میں ذکر بھی کرتے ہیں

وفی بعض الاحیان لیشتغل بھذہ المراقبات بلا ذکر

جواب - کبھی کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے یعنے بعض اوقات مراقبہ کرتے ہیں - اور مراقبہ میں مشغول ہوتے ہیں اور اس میں ذکر نہیں کرتے -

(۲۷) **سوال** - کیا ذکر کا بھی یہی حال ہے کہ کبھی اس میں مراقبہ کرتے ہیں اور کبھی نہیں -

ولا یفید الذکر بلا مراقبۃ

جواب - نہیں ذکر میں مراقبہ ضرور ہے بدوں مراقبہ کے ذکر فائدہ نہیں دیتا -

(۲۸) **سوال** - تیسرا شغل اس طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ میں کیا ہے -

جواب - تیسرا شغل رابطہ ہے - | الثالث | الرابطہ

(۲۹) **سوال** - رابطہ کس کو کہتے ہیں -

وھی عبارۃ عن حفظ السالک صورۃ شیخہ فی مدرکہ ای قلبہ او یتصور صورتہ بانہا صورۃ شیخہ

جواب - جب سالک اپنے شیخ کی صورت کو اپنے مدرکہ میں یا قلب میں رکھتا ہے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کر لیتا ہے اسکی حفظ اور نگاہداشت کو رابطہ کہتے ہیں -

(۳۰) **سوال** - اس رابطہ سے کیا بات پیدا ہوتی ہے -

فاذا غلبت الرابطۃ علی السالک یری صورتہ شیخہ فی کل شئی

جواب - یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ جب یہ رابطہ سالک پر غلبہ کرتا ہے تو وہ ہر شے میں اپنے شیخ کی صورت کو دیکھتا ہے

دیکھو یہ کیا خوب بات ہے اور کیا عجب بات ہے - حضرت شاہ ابو سعید صاحب دہلوی فرماتے ہیں

کہ ابتدا ءحال میں مجھ پر بھی یہی حال وارد ہوا۔ کہ عرش سے ثریٰ تک میں اپنے شیخ کی صورت کو دیکھتا تھا۔ اور اپنے تمام حرکات وسکنات مجھکو ایسی معلوم ہوتی تھیں۔ کہ وہ میرے حضرت شیخ کے حرکات وسکنات ہیں۔ ع

دروديوار چو آئینہ شد از کثرت شوق | ہر کجا مے نگرم روے ترا مے بینم

(ہدایت الطالبین ۱۲) ہندی۔ ع

اپنے پیا پرتن من واروں جو واروں سو تھوڑا ری | ندیا کنارے مورا لا بولے میں جانوں پیا موا ری

(۱۱) **سوال**۔ اس حالت کو کیا کہتے ہیں۔

ويقولون لهذا الفناء في الشيخ

جواب۔ اس کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

(۳۲) **سوال**۔ اس طریقہ رابطہ کی اور کیا خوبی ہے۔

فالطريق الرابطة هي اقرب الطرق ومنشاء ظهور العجائب والغرائب

جواب۔ یہ خوبی ہے کہ یہ رابطہ کا طریق خدا تک پہنچنے کے سب طریقوں اور راہوں سے اقرب اور نزدیک یعنے اس طریقہ رابطہ سے طالبان حق خدا تک جلد پہنچ جاتے ہیں کہ یہ جلد موصل الی المقصود ہے۔ اور اس سے عجائب اور غرائب باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(۳۳) **سوال**۔ کیا ذکر بدوں رابطہ اور فنافی الشیخ ہونے کے موصل الی اللہ نہیں ہے۔

فالذكر وحده بلا رابطة وبلا فنافي الشيخ ليس موصلا

جواب۔ تنہا ذکر بدوں اس رابطہ کے اور بدوں حصول حالت فنافی الشیخ ہونے کے موصل الی اللہ نہیں ہے۔

(۳۴) **سوال**۔ کیا محض رابطہ بدوں ذکر کے موصل الی اللہ ہے۔

واما الرابطة وحدها مع رعاية آداب الصحبة فكافية في الاتصال

جواب۔ ہاں صرف رابطہ بدوں ذکر کے صحبت شیخ کی اداب کی رعایت سے موصل الی اللہ ہے اور اتصال حق کے یہی کافی ہے اور یہ اس کی بڑی خوبی ہے مگر شرط یہ ہے کہ طالب میں تصور کی استعداد کامل ہو۔ ورنہ رابطہ کے ساتھ ذکر کی اور ذکر کے ساتھ رابطہ کی ضرورت ہوگی۔

(۳۵) **سوال**۔ طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حصول فنا و بقا کے لئے کیا کیا باتیں اصل فائدہ کی ہیں۔ اور کن کن باتوں پر اس طریقہ میں خیال نہیں کرتے ہیں۔

فنا اور بقا کا بیان

(واما الفناء والبقاء)

فاعلم ان اکابر النقشبندیۃ جعلوا اصل الفائدۃ فی الجمعیۃ والحضور وانھم لایمدون ایدیھم الی کل رطب ویابس ولایتوجھون الی الصور والاشکال الغیبیۃ ولایعتبرون الکشف والانوار

جواب۔ اس میں اصل فائدہ کی چیزیں جمعیت اور حضور ہیں اور صاحبان نقشبندیہ ہر رطب اور یابس پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور اشکال و صُوَر غیبیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور کشف اور انوار کو معتبر نہیں جانتے۔ یہ سب تماشے کی باتیں ہیں ان تماشہ کی باتوں سے بزرگان نقشبندیہ کو سروکار نہیں یہ باتیں اثناء سیر آفاقی و انفسی میں نظر آویں یا نہ آویں اصل مطلب انکا جمعیت اور حضور کے حصول سے ہے۔

(۳۶) **سوال**۔ پھر مفصل بتاؤ کہ بزرگان نقشبندیہ مجددیہ کن کن باتوں میں اصلی فائدہ اپنا جانتے ہیں اور ان کو حاصل کرتے ہیں۔

ویرغبون بحصول امور اربعۃ

جواب۔ چار باتوں میں۔

(۳۷) **سوال**۔ وہ چار باتیں کونسی ہیں

الجمعیۃ والحضور والجذبات والواردات

جواب۔ وہ جمعیت اور حضور اور جذبات اور واردات ہیں۔

(۳۸) **سوال** جمعیت کس کو کہتے ہیں **جواب**۔ جب قلب میں خطرہ نہ آوے یا ایسا کم آوے کہ مانع توجہ الی اللہ نہ ہو۔ تو اسکو جمعیت دل کہتے ہیں۔

(۳۹) **سوال**۔ حضور کس کو کہتے ہیں۔ **جواب**۔ قلب میں حضرت سبحانہ تعالےٰ کی طرف توجہ پیدا ہو جانے کو حضور کہتے ہیں۔ یہ جمعیت اور حضور طالب کے قلب میں مرشد اپنی توجہ سے اکثر القا کرتا ہے (ہدایت الطالبین ۱۴)

(۴۰) **سوال**۔ جذبات کس کو کہتے ہیں۔

قصیدہ

مندرجہ ذیل قصیدہ ہمارے نوخیز دوست مسٹر محمد عالم خاں متعلم ارٹ سکول لاہور کی طبع رسا کا نتیجہ ہے۔ جو انہوں نے انجمن خدام الصوفیہ کے گیارھویں سالانہ اجلاس پر مختصر تقریر کے بعد حاضرین جلسہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اب ہدیہ ناظرین رسالہ پیش ہوتا ہے۔

سایۂ شاہِ جماعت بہتر از ظلِ ہما ۔۔۔ ذاتِ اقدس فخرِ عالم مظہرِ نورِ خدا
در پہ تیرے شاہ بھی آتے ہیں اب بنکر گدا ۔۔۔ فیض تیرا عام ہے اے سایۂ لطفِ خدا
عشق میں روتی ہیں آنکھیں اور دل ہے بیقرار ۔۔۔ اے مہِ کنعاں تو ہے یعقوب کا وہ دلربا
خوشہ چیں ہے بوئے جنت آپ کے اخلاق کی ۔۔۔ گل شگفتہ کر رہی ہے باغ میں تیری ہوا
یہ تو فی الواقع گذارش ہے خوشامد کچھ نہیں ۔۔۔ باغ جنت سے ہے بہتر تیرے کوچے کی فضا
ہم نے بلبل بنکے باغ دہر میں جب سیر کی ۔۔۔ تو نظر آیا نہ کوئی پھول تجھ سا خوشنما
کشت امیدِ جہاں سرسبز ہے بس آپ سے ۔۔۔ ابر رحمت بنکے تو چھایا ہے اے بحرِ عطا
وصف تیرے لکھ نہیں سکتا زبانِ خام سے ۔۔۔ کس زباں سے میں کروں توصیف اور کیونکر ثنا
کسطرح ڈوبیں گے وہ کشتی بنا ہے جن کی تو ۔۔۔ کیوں نہ ہو وہ پار بیڑا جسکا تو ہو ناخدا
اللہ اللہ عام ہے کیا تیرا فیض عمیم ۔۔۔ جسکو چاہا رنگ یکرنگی میں تو نے رنگ دیا
تو نے دکھلایا ہمیں اللہ کے گھر کا راستہ ۔۔۔ نقش پا تیرا جوان و پیر کا ہے رہنما
کلمۂ توحید تو نے ان کو بھی پڑھوا دیا ۔۔۔ جن کے پتھر کے خدا تھے اور تھا گھر گھر خدا
تیری عادت رہبرِ راہِ طریقت بن گئی ۔۔۔ عارضِ تاباں تیرا شمع ہدایت ہو گیا
کھچ گیا نقشہ تیری سیرت کا صورت پر تیری ۔۔۔ ظاہر و باطن ہے تیرا مثل آئینہ صفا
بیکسوں کا مونس و غمخوار ہے تیرا کرم ۔۔۔ بادشاہوں سے گدا تیرا ہے رتبہ میں سوا
بے ٹھکانوں کے لئے کوئی ٹھکانا ہو ضرور ۔۔۔ ہو نگاہ لطف و کرم کی اسطرف بہرِ خدا
ذات تیری بن گئی ہے کعبۂ اہل یقیں ۔۔۔ ایک عالم تیری چوکھٹ پر ہوا ہے جبہ سا
میں دعا دوں اور سب آمین کہیں جن و بشر ۔۔۔ تم رہو قائم ہے جب تک گردشِ ارض و سما

یاالٰہی پیرِ عالم تا قیامت زندہ دار
تا رساند فیضِ خود بر بیکسان و بے نوا

محمد عالم طالبعلم

ناظرین رسالہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اپنے تبدیل پتہ کی اطلاع بعد نمبر خریداری کے ہر ماہ کی یکم تاریخ سے پہلے دیدیا کریں۔ منیجر

ایک ضروری عرض۔ رسالہ کی ترقی اشاعت کیلئے یاران طریقت کی خدمت میں رسالہ سابقہ میں عرض کیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اب مکرر گذارش ہے۔ کہ رسالہ کا خود بھی مطالعہ فرماویں اور دیگر یاران طریقت کو بھی دلچسپی دلاویں۔ مینجر

فہرست کتب

انیس الطالبین فارسی ۱۲ جسمیں ارشادات و مقامات حضرت خواجہ شاہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ درج ہیں حضرت خواجہ شاہنشاہ کے حالات میں اس سے بہتر جامع کتاب کوئی نہیں ہے۔ فیوض السالکین فارسی ۸ جسمیں ارشادات و مقامات سید السادات حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ درج ہیں ہر دو کتب کا اردو ترجمہ فارسی زبان سے نہایت شستہ ہوگیا ہوا ہے قیمت علی الترتیب ۸ و ۶ تحفہ ہمدان فارسی ۔ برکات علی پوری ۸ جسمیں ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حالات مجملاً اور حضرت شاہ صاحب علی پوری کے حالات مفصل درج ہیں اصل محبت بمعہ شجرہ نقشبندیہ بزبان پنجابی ۔ مناجات خاکی تذکرۃ الاولیاء اردو ۱۲ ارشادات مجدد ہر دو حصہ قیمت ۲ ۔ روح پیر از عشق پیر یعنی عطر محبت ۔ اردو ترجمہ مکتوبات سید علی ہمدانی ۶ رسالہ نقشبندیہ اردو مجمع الاسرار اردو ۔ اسمیں طریقہ قادریہ کے ذکر اذکار کے علاوہ نقشبندیہ و چشتیہ اذکار بھی درج۔ ہدایت القلوب و تحفۃ الارواح ۱۲ تصنیف حضرت خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ جالندھری ہے خدا کی ذات بابرکات سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنے کیلئے خواہشمندوں کو اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ تصوف و شریعت کا ایسا نہیں جسکا ذکر اس کتاب میں نہ آیا ہو۔ زبدۃ المقامات اردو یہ نادر اور بے مثل کتاب جسمیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے حالات اور آپکے خلفا اور حضرت خواجگان کے حالات درج ہیں قیمت ۸ مقاصد السالکین اردو کتاب طالب مولا کیلئے بےنظیر رہنما ہے ۸ حیات جاودانی یعنی مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی ۸ عاشقان پیران پیر کیواسطے اسکا مطالعہ کرنا ضروری امر ہے۔ ابیات علی حیدر ۳ مرید صادق اور اطاعت مرشد اور پیر بھائی یا یاران طریقت ان ہر دو رسالوں میں نہایت ضروری اور مفید مضمون عالیجناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ صاحب قبلہ علی پوری کے انفاس غائبہ کا پرتو ہے جس کا مطالعہ کرنا یاران طریقت کیلئے نہایت ضروری ہے تاکہ وہ اس رسالہ کے مطالعہ سے مستفیض ہوں قیمت فی رسالہ ۱ ۔ ایک نایاب تحفہ یعنی لب لباب مثنوی مولانا رومی قدس سرہ جس کی نسبت مفصل اشتہار رسالہ ۱۲ جلد ۱ میں دیا گیا ہے ملاحظہ فرماویں کتاب کا حجم اڑھائی سو صفحوں سے زیادہ ہے اور قیمت بمقابلہ لاگت کے بہت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ۸ شائقین جلد خریدنے کی کوشش کریں پھر ہاتھ آنی مشکل ہے۔ صوفیوں کے اسرار ۲ قیمت ۲ ۔ قصیدہ بردہ ۲ رسالہ اشاعت اسلام دھونیا کرام قیمت ۵ شرح اوراد

معرفت دفتر انوار الصوفیہ لاہور سے طلب کریں۔